★— حافظ عبدالستار فانی - ندوۃ المترجمین پاکستان

عالمِ اسلام کے مایۂ ناز فرزند
امیر المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲)

اخلاق و عادات (خدا ترسی)

انصاف پسندی آپ کی گھٹی میں شامل تھی، ایک دفعہ ان کی کنیزک کی ٹھوکر سے روشنائی کی دوات بہہ گئی تو آپ نے غصّہ سے فرمایا کیف تمشین تو کس طرح چلتی ہے۔ لونڈی نے جواب دیا "اذا لم یکن طریق کیف امشی" جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلوں؟ امام بخاری رحؒ نے یہ شوخ جواب سُن کر غصّہ کرنے کے بجائے آزاد کر دیا کسی نے پُوچھا کہ اس نے تو آپ کو غصّہ دلانے والی بات کہی تھی آپ نے اُسے آزاد کر دیا۔ اس مردِ خدا ترس نے جواب دیا کہ ارضیت نفسی بما فعلت یعنی اس کے کردار پر میں نے اپنے آپ کو خوش کر لیا، یعنی لونڈی کو تنبیہ کرنے کے بجائے اپنے نفس کو تنبیہ کر دی۔

فیاضی و سخاوت

امام صاحب کو اپنے باپ کے ورثہ میں بہت دولت ملی تھی۔ آپ نے تمام سرمایہ مضاربت میں لگا دیا، اور علمِ نبوی کی خدمت کے لئے فارغ البال ہو گئے اپنی تجارت سے خلقِ خدا کو نفع پہنچاتے اہلِ علم اور طلبہ کی خبر گیری کرتے

مؤرخین نے لکھا ہے کہ ہر ماہ اپنی آمدنی سے پانسو درہم شائقین علم پر صرف کرتے تاکہ ان کے قلوب تحصیل علم کی طرف مائل رہیں۔ محدثین کے ساتھ کثیر الاحسان تھے لیکن اپنی یہ حالت تھی کہ ایک دفعہ سفر خرچ ختم ہوگیا تو گھاس کی پتیاں کھا کر گذارا کیا۔ الغرض عیش پسندی سے دوری اور جفاکشی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔

مروّت و رحم دلی:

خلق خدا کے ساتھ احسان کرنا آپ کا شیوہ تھا ایک دفعہ آپ کا شریک تجارت پچیس ہزار روپیہ دبا بیٹھا کسی نے اطلاع دی کہ آپ کا قرض دار نزدیک ہی فروکش ہوا ہے اس سے روپیہ وصول کر لیجئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ مناسب نہیں کہ قرض دار کو خواہ مخواہ پریشانی میں مبتلا کروں۔

خودداری

اس قرض دار کے متعلق کسی نے امام بخاریؒ سے کہا کہ آپ حکومت سے مدد لیں اور ایک سرکاری خط لکھوائیں تاکہ قرض مل جائے تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر آج میں حکومت سے طمع کروں تو ظاہر ہے کہ کل حکومت میرے دین میں طمع کرے گی، لہٰذا میں حکومت کا رہین منت نہیں ہونا چاہتا اور نہ ہی اپنا دین دنیا کے عوض فروخت کرنا چاہتا ہوں۔

قناعت گزینی

آپ نہایت قناعت پسند اور اپنی ذات کے لئے کسی سے سوال نہ کرتے امام بخاریؒ جس مجلس میں کتابت حدیث کرتے تھے اس سے چند دن غائب رہے ساتھیوں کو فکر لاحق ہوئی تلاش کیا تو اپنے حجرہ میں عریاں ملے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خرچ ختم ہوگیا تھا بدن کے کپڑے بھی فروخت ہو گئے تھے اپنی ذات کے لئے سوال کرنے سے شرم آتی تھی مجبوراً اپنے کمرے میں محبوس

ہونا پڑا۔ ساتھیوں نے از خود چندہ کر کے آپ کے لئے کپڑے بنائے۔ اللہ اللہ واقعی کسی نے درست فرمایا:۔

"تونگری بدل است نہ بمال"

غیبت سے کنارہ کشی

آپ کے مزاج میں بڑی احتیاط تھی۔ غیبت جیسے رذیلہ خصائل سے کنارہ کش رہتے خود فرماتے ہیں "ماغبت منذ علمت ان الغیبۃ حرام" جب سے مجھے غیبت کے حرام ہونے کا علم ہوا ہے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

مختصر یہ کہ آپ نہایت خدا ترس، شب بیدار، مخلوق خدا کے ساتھ رحم دل اور خوددار و قناعت گزیں تھے۔

بقیّہ زندگی:

تکمیل علوم کے بعد امام صاحب نے بخارا کا قصد کیا لوگ ان کے فضل وکمال بے مثال نفاست اور بے نظیر ثقاہت سن کر آپ کی زیارت کے مشتاق رہتے جہاں پہنچتے زائرین کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی۔ جب بخارا والوں کو آپ کی تشریف آوری کی خبر پہنچی تو لوگ استقبال کے لیۓ شہر سے تین میل دور تک جمع ہو گئے۔ بڑی شان وشوکت سے شہر میں لایا گیا۔ اس خوشی میں بہت کچھ تقسیم کیا گیا۔ آپ بخارا میں مسند درس و تدریس پر فروکش ہوئے۔ طرفہ یہ کہ اس وقت آپ سبزہ آغاز بھی نہ ہوئے تھے۔

"کان شاباً لم یخرج وجھہ" لوگ راستے میں بٹھا کر ان سے حدیثیں لکھتے آپ کی مجلس میں ہزاروں کا مجمع ہوتا۔ آپ کے بے شمار تلامذہ ہیں۔

امام فربری کے قول کے مطابق نوّے ہزار ایسے محدثین ہیں جنھوں نے آپ سے بلا واسطہ صرف بخاری شریف کا سماع کیا۔ اس درس گاہ میں آپ کے قدیم شیوخ بھی شامل ہوئے اور آپ کی تقاریر ضبطِ تحریر میں لائے۔ امام المحدثین

کی ہمسری اور معاصری کے دعوے دار بھی حلقہ درس میں شامل ہو کر آپ سے مستفید ہوتے۔ احادیث کے متعلق رموز و نکات لکھتے، امام اسحاق بن راہویہ محدثین کو بایں الفاظ ترغیب دیتے۔

یا معشر اصحاب الحدیث انظروا الی ھذا الشاب وخذوا عنہ، فانہ لو کان فی زمن الحسن البصری لاحتاج الیہ لمعرفتہ بالحدیث و فقھہ

"یعنی اے گروہ محدثین! اس نوجوان سے فن حدیث حاصل کرو کیونکہ یہ ایک ایسا متبحر فی العلم ہے کہ اگر امام حسن بصریؒ کے زمانہ میں ہوتا تو امام حسن بھی اس کے محتاج ہوتے کیونکہ علم حدیث اور اس کی فقاہت میں یہ نوجوان پوری دسترس رکھتا ہے۔"

آخری ابتلاء

اسی اثناء میں سلطنت طاہریہ کی طرف سے مقررہ بخارا کے گورنر خالد بن احمد ذہلی نے امام بخاری کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ آپ شاہی محل آکر مجھے اور شاہزادوں کو بخاری کا درس دیں، امام بخاریؒ نے اس درخواست کو پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا دیا کیونکہ امراء کی صحبت میں علم کی ذلت اور ان کی خوشامد میں دین کا نقصان ہوتا ہے۔ گورنر نے دوبارہ التماس کی کہ اگر آپ حریم شاہی میں آنا علمی شان کے منافی سمجھتے ہیں تو کچھ وقت میرے شاہزادوں کے لیئے خاص کر دیں جس میں عام لوگ شریک نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ علم رسول ہاشمی کی میراث ہے میں اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رکھنا چاہتا ہوں تاکہ شائقین بلا روک ٹوک اس میں داخل ہوں لہذا میں آپ کی یہ درخواست بھی نامنظور کرتا ہوں، اگر آپ ناراض ہیں تو میرا درس بند کر دیں تاکہ قیامت کے دن میرے پاس معقول عذر ہو۔ اس صاف جواب سے حاکم بخارا ناراض ہوگیا اور آپ کو شہر بدر کرنے کی فکر میں لگ گیا، بزور سلطنت آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکا، کیونکہ امام بخاری کی علمی خدمات کی وجہ سے تمام مسلمانوں کے دلوں پر گہری چھاپ لگ

چکی تھی حاکم بخارا نے ایک اور ترکیب سوچی کہ حریث بن ورقاء (ایک حنفی بزرگ ہیں) اور اس طرح کے چند دیگر اشخاص کو امام بخاری پر کوئی الزام یا تہمت لگانے کے لئے مامور کر دیا تاکہ عوام کے دلوں سے امام بخاری کی قبولیت و شہرت کا اثر زائل ہو جائے۔ انہوں نے امام بخاری پر یہ الزام عائد کیا کہ آپ قرآنی الفاظ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ اس الزام کو شہر میں عام کر کے ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ آپ کو سرکاری طور پر شہر چھوڑنے کا نوٹس دیا گیا۔ نکلتے وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے اللھم ارھم ما قصدونی بہ فی انفسھم و اولادھم یعنی جو الزام انہوں نے مجھ پر لگایا ہے خدایا ان کو اور ان کی اولاد کو اسی میں گرفتار کر۔ چنانچہ وہ حاکم چند دن بعد قید کر دیا گیا اور آخر کار قید میں موت آئی۔ "ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار" حریث بن ورقاء بھی ایک ناگفتنی مرض میں گرفتار ہو کر راہی ملک عدم ہوا۔ خسر الدنیا والآخرہ

بخارا سے آپ بیکند پہنچے لیکن اختلاف کی وجہ سے وہاں بھی نہ ٹھہرے، اس کے بعد آپ اہل سمرقند کی فہمائش پر ایک نواحی بستی میں فروکش ہوئے۔ وہاں آپ ایک رشتہ دار کے پاس رہتے تھے آپ نے ایک مرتبہ نماز تہجد میں دعا کی کہ:-

"اے اللہ! تیری زمین فراخی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی ہے تو مجھے اپنے ہاں کشادگی عنایت فرما" دعا قبول ہوئی رمضان المبارک کے روزے پورے کر کے عید الفطر کی رات باسٹھ سال کی عمر پا کر ۲۵۶ھ میں گردش لیل و نہار کے بعد علم حدیث کا یہ آفتاب ماہتاب اہل دنیا کی نگاہوں سے غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خطیب بغدادی ایک عالم عبد الواحد بن آدم کا واقعہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو اس طرح دیکھا کہ آپ کسی کے منتظر ہیں۔ آداب و سلام بجا لانے کے بعد سوال کیا کہ آپ کس کے انتظار میں ہیں جواب دیا کہ محمد بن اسماعیل البخاری کا انتظار ہے چند دن میں انہیں امام بخاری کی وفات کی اطلاع ملی معلوم ہوا کہ امام صاحب کی وفات خواب کا وقت اور تاریخ ایک ہی تھی۔

آپکو موضع خرتنگ ہی میں دفن کیا گیا۔ دفن کے بعد قبر سے ایک نہایت خوشبو نکلی جس نے تمام حاضرین کے مشام کو معطر و مشموم کر دیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن ؛ خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را